شذرات

خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی تحریک کے بانی تھے اور اس تحریک کے لئے وحی کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق کائنات کی طرف سے ہدایات ملتی رہتی تھیں۔ اس تحریک کا اصلی مقصد شہنشاہیت اور استبداد کے جابرانہ نظام کو ختم کرکے وہاں عوام کی حالت کو سدھارنا، ان کو جابر حاکموں کے مظالم سے نجات دلانا، انسانی مساوات اور عدل و انصاف کا نظام رائج کرنا تھا۔ اور یہ مقصد حضور کی بعثت سے لے کر ۲۳ سال کی مدت میں اختتام کو پہنچا۔ حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس مضمون کو اپنی مشہور عالم تصنیف حجۃ اللہ البالغہ میں آیت ھو الذی ارسل رسولہ کے ماتحت تفسیر کرتے ہوئے وضاحت سے بیان کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لئے جو جماعت مہاجرین اور انصار کی بنائی تھی اس کو تربیت دینے میں آپ کا خاص امتیازی شان تھا کہ اپنی جماعت کے ہر فرد کی ذہنیت اور قابلیت کا خیال رکھتے ہوئے اس کے لئے ایک درجے کا کام مقرر کر رکھا تھا اور وہ شخص اس کے لئے بالکل موزوں ہوتا تھا۔ اب وہ جماعت جب تک اپنی ذمہ داری سے کام کرتی رہے گی چاہے حضور اکرم موجود ہوں یا نہ ہوں وہ کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی کام تسلیم کیا جاتا کیونکہ وہ حضور اکرمؐ کی ذاتی تربیت کا نتیجہ ہے۔ جس طرح کوئی بڑا افسر رخصت پر جاتے وقت اپنی ذمہ داری پر ہدایتیں دے کر کوئی دوسرا نائب مقرر کر کے جائے۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جماعت مہاجرین و انصار کو ہدایتیں دے کر اپنے کام کی تکمیل کے لئے چھوڑا اور اس طرح آنحضرتؐ کی وفات کے بعد بھی وہ کام چلتا رہا۔ جب تک یہ کام تیار کئے ہوئے پروگرام کے مطابق ہوگا تو اس دور کو دورِ اول کہتے ہیں۔ ہماری نظر میں یہ دور حضرت امیر امام حسنؓ تک چلتا رہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جماعت کا دوسرا دور شروع ہوا اور والذین اتبعوھم باحسان میں داخل ہے اس کے

بعد امیر عبد الملک سے لے کر مامون رشید تک تحریک کا یہ تیسرا دور ہے۔

اس پہلے دور میں اسلام کا روح رائج تھا اور ہر وقت تحریک کا اصل مقصد سامنے رہتا تھا۔ اس دور میں اگر کوئی اختلاف پیدا ہوتا تھا یا کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تھا تو جماعت کے افراد مل کر صلاح مشورہ کرتے تھے اور ہر ایک آزادی سے اپنی رائے کو ظاہر کرتا تھا پھر جس طرف رائے کثرت کی ہوتی تھی امیر اسی فیصلے کو بحال کرتے تھے۔ اور اس کو سرکاری فیصلہ شمار کیا جاتا تھا کیونکہ اس دور میں کسی کو اپنی ذاتی غرض اور مطلب نہ تھا بلکہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مطلوب تھی اور ان کے سامنے اسلام اور انسانیت کی ترقی پیش نظر ہوتی تھی۔ اور درحقیقت اس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے ہی مقرر فرمایا تھا۔ اور وہ تھے اولیں مہاجر اور انصار اور تیسرے وہ لوگ جو ان کی اپنی دیانتداری سے تابعداری کرتے تھے۔

بعض تاریخ دان تاریخ کے صحیح فلسفہ سے واقف نہیں ہیں اس لئے انھوں نے جماعت کے چند افراد کے ابتدائی اختلاف کو بڑی اہمیت دے کر پیش کیا حالانکہ یہ آخری فیصلہ کثرت رائے سے ہوتا تھا تو مخالف رائے رکھنے والے خود بخود اس فیصلے سے متفق ہو جاتے تھے مگر تاریخ دانوں نے اس قسم کے اختلاف کو بڑا اختلاف کر کے دکھایا ہے حالانکہ یہ اختلاف نہیں ہے بلکہ اس کو صرف رائے زنی کی حد تک محدود رکھنا چاہیئے تھا۔ اصل میں جماعت کے خلیفہ کی حیثیت ایک ڈکٹیٹر کی نہ تھی۔ بلکہ ایک پریذیڈنٹ کی تھی جو اپنے آپ کو اور جماعت کو قرآن حکیم کی تعلیم پر چلنے کا پابند سمجھتا تھا اور قرآن کریم کے احکام کی تشریح باہمی مشورے سے ہوتی تھی۔ آگے چل کر اسلام کی رُوح کی طرف توجہ کمزور پڑتی گئی اور اس کی جگہ رسومات نے لے لی اور دور اول کا انقلابی نظام رُوح کے لحاظ سے کمزور پڑتا گیا مگر چونکہ یہ تحریک ایک لافانی تعلیم قرآن حکیم پر مبنی تھی اور الہامی تھی اس لئے یہ تحریک فنا نہ ہو سکی اس کے احیا کے لئے قدرت کی طرف سے اہتمام ہوتا رہا ایک طرف ایسے اصفیا لوگ وجود میں آگئے جس کی کوششوں سے عوام کو رجعت پرست اور شہنشاہیت پسند حکمرانوں سے دور رکھا جاتا تھا اور اکثریت کو اسلام کی روح سے شناسا کیا جاتا اور پھر قدرت کی طرف ہر صدی میں ہر ملک کے اندر ایک مجدد بھی پیدا ہوتا رہا۔ جن کی تبلیغی مساعی سے اسلام کی رُوح فنا نہ ہو سکی یہ

سب قرآن حکیم کی برکت سے جو الہامی اور قدیم کتاب ہے ہوتا رہا۔

اب آیئے اس دور کی انقلابی تحریک کمیونزم اور اشتراکیت پر نظر ڈالیں بے شک یہ تحریک اپنے ابتدائی دور میں ملک کے مزدور اور کاشتکاروں کو سرمایہ داروں کے مظالم سے نجات دلانے کے لئے شروع ہوئی تھی اور جلد ہی اس کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ دنیا کی اکثر آبادی اس نظام ملکوت کے ماتحت آگئی۔ چالیس سال کے عرصے سے مشرقی یورپ کے ممالک بھی اس کے زیر اثر آگئے اور اس نظام میں جب تک جماعت کے ہر فرد میں انقلابی فکر موجود تھی تو اس کو ناقابل زوال نظام تصور کیا جاتا اور اس کا دائرہ دن بدن بڑھتا جاتا تھا مگر اس کی بنیاد جب کہ انسانی فلسفہ کی تخلیق تھی تو لامحالہ اس کے لئے بھی ایک مدت تھی یہ کوئی الہام تعلیم نہ تھی جو زوال پذیر نہ ہو آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کچھ وقت سے یہ تحریک ابتدائی دور کے انقلابی روح سے خالی ہوتی جارہی تھی۔ جس استحصال کی بیخ کنی کے لئے یہ تحریک شروع ہوئی تھی حکمرانوں نے پھر اسی استحصال سے کام لینا شروع کیا اس طرح حکومت کی طاقت کا سرچشمہ عوام نہ رہا، بلکہ اسلحہ اور حربی قوت کی فراوانی تھی یہ چیز عوام کی طاقت کے سامنے ٹھہر نہ سکی اور یورپ کے جملہ مشرقی ممالک کے اس نظام کو اپنے سے اتار کر پھینک دیا۔ یہ جو مسٹر گوربہ چوف اس نظام میں تبدیلی لانا چاہتے تھے ہماری نظر میں یہ ان کی دوررس سیاسی بصیرت تھی کیونکہ انھوں نے بھانپ لیا تھا کہ کمیونزم اور اشتراکی تحریک کی روح کمزور پڑ گئی ہے۔ اس لئے اس نظام کو اپنی اصلی صورت میں بس باقی رہنا مشکل ہے عوام کو ڈھیل دے کر اس نظام کو زندہ رکھنا مطلوب ہے اب تو صرف ایک بڑا ملک چین اس اصلاح کا مخالف ہے دیکھیں آگے چل کر کیا ہوتا ہے، بہرحال وہی کچھ ہوگا جو فطرت کا قانون ہے۔